

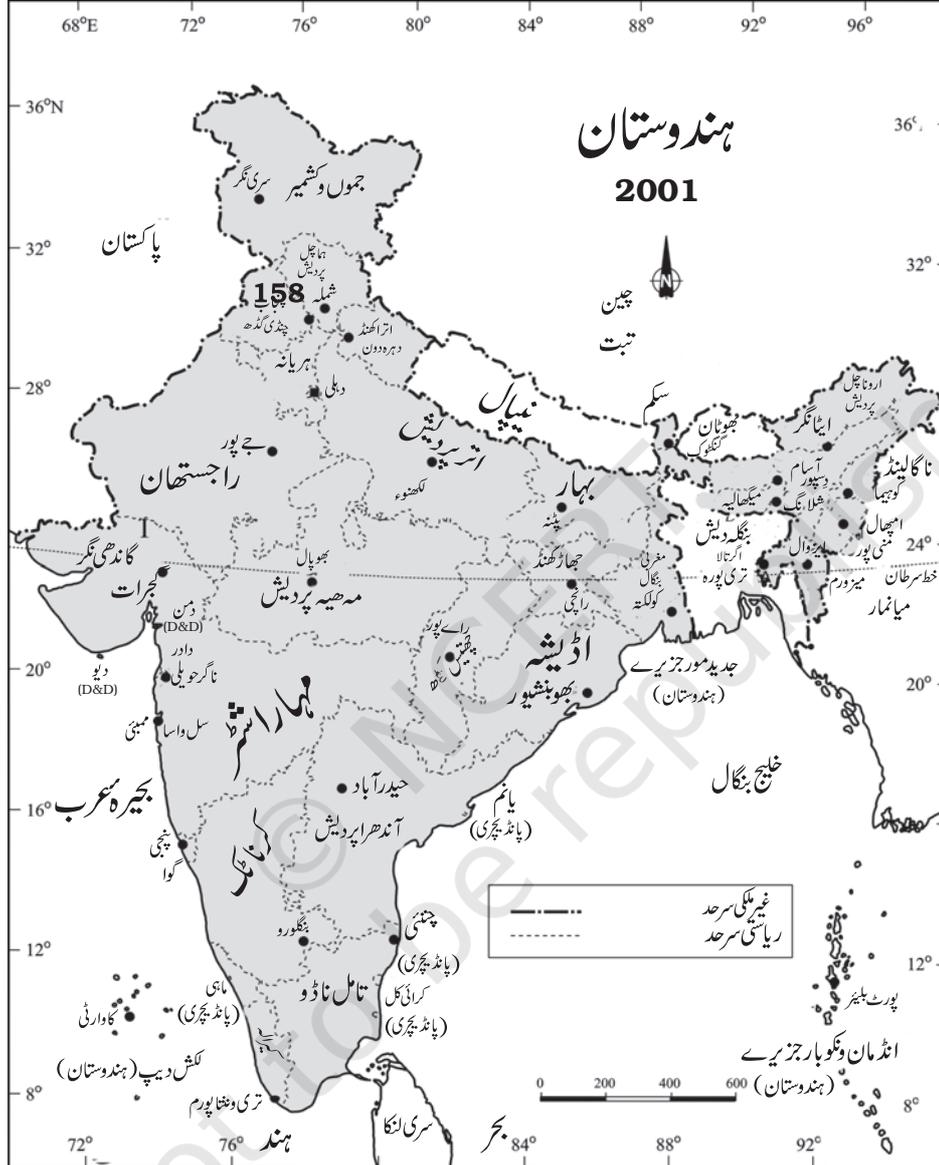


5175CH07

تمہید

ذیل میں دیے گئے سیاسی نقشوں 1955-2005 پر نظر ڈالیے۔ گذشتہ برسوں میں ڈرامائی طور پر ان میں تبدیلی آئی ہے۔ ریاستوں کی سرحدیں بدل گئی ہیں، ریاستوں کے نام بدل گئے ہیں اور ریاستوں کی تعداد بھی مختلف ہو گئی ہے۔ جب ہندوستان آزاد ہوا تو ہمارے یہاں بہت سی ریاستیں تھیں جن کو برطانوی حکومت نے محض انتظامی سہولتوں کی غرض سے منظم کیا تھا۔ پھر بہت سی جاگیردارانہ ریاستیں آزاد ہندوستان میں شامل ہو گئیں۔ ان کو اس وقت موجود ریاستوں میں ضم کر دیا گیا۔ آپ پہلے نقشہ میں یہی دیکھیں گے۔ اس وقت سے ریاستوں کی سرحدیں کئی بار طے کی گئیں۔ اس پورے عرصہ میں بلکہ کچھ اور معاملات میں بھی، ان ریاستوں کے عوام کی خواہشات کے مدنظر ریاستوں کے نام بھی بدل دیے گئے۔ جیسے میسور ریاست کا نام کرنٹاک اور مدراس کا نام تمل ناڈو ہو گیا ہے۔ یہ نقشہ گذشتہ پچاس سالوں میں ہوئی ان تبدیلیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس باب میں ہم ہندوستان میں وفاقیت کا تجزیہ کریں گے اور بتائیں گے کہ آئین میں اس کا کیا مرتبہ ہے اور اس کا عمل کیا ہے۔ اس باب کو پڑھنے کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہوں گے:

- ◆ وفاقیت کیا ہے؟
- ◆ آئین ہند میں وفاقیت دفعات
- ◆ مرکز اور ریاستوں کے مابین رشتوں میں ملوث مسائل اور
- ◆ ایک امتیازی اور تاریخی پہلوؤں کی حامل خصوصی ریاستوں کے لیے خصوصی دفعات۔



وفاقیت کیا ہے؟

یونین آف سوویت سوشلسٹ ری پبلک (USSR)، دنیا کی سپر پاور میں سے ایک تھا۔ لیکن 1989 کے بعد آسانی سے کئی آزاد ریاستوں میں بکھر گیا۔ ان میں سے بعض نے آزاد ریاستوں کی کامن ویلتھ بنائی۔ اس کے تقسیم ہونے کی ایک اہم وجہ حد سے زیادہ مرکزیت اور طاقت کا ارتکاز اور اپنے ہی علاقوں جیسے ازبیکستان کی تہذیب، زبانوں اور دوسرے علاقوں پر روس کا حاوی ہونا تھا۔ کچھ دوسرے ممالک جیسے چیکوسلواکیہ، یوگوسلاویہ اور پاکستان کو بھی تقسیم ملک کا سامنا کرنا پڑا۔ کینیڈا بھی، انگریزی اور فرانسیسی بولنے والے علاقوں کے درمیان تقسیم ہوتے ہوتے رہ گیا۔ کیا ہندوستان کے لیے یہ ایک زبردست کامیابی نہیں ہے کہ ایک اذیت ناک تقسیم کے بعد 1947 میں نہ صرف ایک آزاد ملک کی حیثیت سے اُبھرا بلکہ پچھلی چھ دہائیوں سے اپنی آزادی برقرار رکھے ہوئے ہے؟ اس کامیابی کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا سہرا ان وفاقی انتظامات کو جاتا ہے جو ہمارے آئین کے تحت اختیار کیے گئے ہیں؟ مذکورہ بالا تمام ممالک وفاقی تھے۔ پھر بھی وہ متحد نہ رہ سکے۔ لہذا ایک وفاقی آئین اختیار کرنے کے علاوہ وفاقی نظام کی نوعیت اور وفاقیت کی مشق بھی اہم عناصر ہوتے ہیں۔

ہندوستان براعظموں کے متناسب اور متنوع صفات والا

ویسٹ انڈیز میں وفاقیت

آپ نے ویسٹ انڈیز کی کرکٹ ٹیم کے بارے میں ضرور سنا ہوگا۔ کیا اس نام کا کوئی ملک ہے؟

ہندوستان کی طرح، ویسٹ انڈیز کو بھی برطانیہ نے اپنی کالونی بنایا تھا۔ 1958 میں ویسٹ انڈیز کا وفاق وجود میں آیا۔ اس کی مرکزی حکومت کمزور اور ہر ریاست اقتصادی طور پر آزاد تھی۔ ان پہلوؤں اور ریاستوں کے مابین سیاسی مقابلہ آرائی نے 1962 میں اس وفاق کو باقاعدہ ختم کر دیا۔ بعد میں 1973 میں چنگو اراماس کے معاہدہ کے تحت آزاد جزیروں نے ایک مشترکہ مجلس قانون ساز، سپریم کورٹ، مشترکہ کرنسی اور کچھ حد تک مشترکہ مارکیٹ کی صورت میں ایک مشترکہ حکومت قائم کی جس کو کیری بین برادری بھی کہا جاتا ہے۔ اس کیری بین برادری کی مشترکہ معاملہ ہے اور ممبر ممالک کے سربراہان حکومت اس کے ممبر ہوتے ہیں۔

اس طریقہ سے ریاستیں نہ تو ایک ملک کی حیثیت سے آزاد رہ سکیں اور نہ ہی علاحدہ زندہ رہ سکیں۔

ملک ہے۔ یہاں 20 سے زیادہ بڑی اور کئی سو چھوٹی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہ بہت سے اہم مذاہب کا گھر ہے۔ یہاں دیسی لوگ لاکھوں کی تعداد میں ملک کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں۔ اس رنگارنگی کے باوجود ہمارا ملک ایک ہے۔ ہماری ایک مشترکہ تاریخ ہے خاص طور پر آزادی کی تاریخ۔ دوسرے بہت سے پہلوؤں میں بھی ہم ایک دوسرے کے مشترک ہیں۔ اسی نے ہمارے قومی سربراہوں کو کثرت میں وحدت کا پہلو روشن کیا ہے۔ بعض اوقات اس کو کثرت میں وحدت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔



میں نے سمجھ لیا! یہ ہمارے اسکول جیسا ہے۔ ہماری شناخت، گیارہویں یا بارہویں کلاس کے طلباء کی ہے۔ اور ہمارے مختلف حصوں کے درمیان مقابلہ بھی ہے۔ لیکن ہم سب ایک ہی اسکول سے تعلق رکھتے ہیں جس پر ہمیں فخر ہے۔

وفاقت میں کچھ مخصوص طے شدہ اصول شامل نہیں ہوتے جو مختلف تاریخی صورت حال سے مطابقت رکھتے ہوں۔ البتہ وفاق وہ اصول ہے جو مختلف حالات میں مختلف طریقہ سے نشوونما حاصل کرتا ہے۔ امریکن وفاق ایک وفاقی مملکت کی تعمیر کے لیے اولین اور بہترین کوششوں میں سے ایک ہے جو جرمن اور ہندوستانی وفاق سے قطعی مختلف ہے۔ تاریخی ضروریات، سیاسی ترجیحات اور معاشرتی حالات نے مل کر ایک مختلف قسم کی وفاقت کو جنم دیا ہے۔

لیکن کچھ بنیادی خیالات اور نظریات بھی ہیں جو وفاقت سے مربوط ہیں:-

◆ لازمی طور پر، وفاقت ایک اداراتی طریقہ کار ہے جو دو قسم کی مملکتوں کو ہم آہنگ کرنا ہے۔ ایک علاقائی سطح پر اور دوسری قومی سطح پر۔ ان میں ہر ایک اپنے دائرے میں خود مختار حکومت ہوتی ہے۔ بعض وفاقی ممالک میں دوہری شہریت کا نظام بھی ہوتا ہے۔ ہندوستان میں البتہ واحد شہریت کا نظام اختیار کیا گیا ہے۔

◆ اسی طرح عوام کی دو قسم کی شناخت اور وفاداری ہوتی ہے۔ ایک اپنے علاقہ کے لیے اور دوسری اپنی قوم کے لیے۔ مثال کے طور پر گجراتی یا جھارکھنڈی اس کے ساتھ ساتھ ہندوستانی مملکت کی ہر سطح پر امتیازی اختیارات اور ذمہ داری اور ایک علاحدہ خود مختار نظام حکومت ہوتا ہے۔

◆ حکومت کے اس دوہرے نظام کی تفصیلات عام طور پر ایک تحریری آئین میں درج کیے جاتے ہیں جو بالاتر سمجھا جاتا ہے اور دونوں طرز کی حکومتوں کا ماخذ ہوتا ہے۔ کچھ موضوعات جو قومی حیثیت رکھتے ہیں جیسے دفاع، کرنسی وفاق یا مرکزی حکومت کی ذمہ داری سمجھے جاتے ہیں۔ علاقائی یا مقامی معاملات علاقائی یا ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری ہوتے ہیں۔

◆ ان حکومتوں کے مابین تنازعات روکنے اور ان کے باہمی مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک

ہندوستانی آئین اور کام

آزاد عدلیہ قائم کی گئی ہے۔ عدلیہ مرکزی حکومت اور ریاستوں کے مابین اختیارات کی تقسیم سے متعلق قانونی معاملات کو طے کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

حقیقی سیاست، تہذیب، نظریات اور تاریخ کسی وفاق کی حقیقی کارکردگی کو طے کرتے ہیں۔ باہمی اعتماد و تعاون، آپسی احترام اور قوت برداشت کی روایت وفاقوں کو اچھی طرح کام کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ آئین کس طرح کام کرے گا اس کو سیاسی جماعتیں طے کرتی ہیں۔ اگر کوئی واحد کائی یا ریاست یا لسانی گروہ کا نظریہ پورے وفاق پر حاوی ہو جائے تو اس کے نتیجے میں عوام کا غصہ بڑھ سکتا ہے اور وہ ایک مخصوص گروہ کے خیالات کو قبول نہیں کریں گے۔ ایسے حالات میں متاثرہ گروہ علاحدگی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا انجام خانہ جنگی میں بھی ہو سکتا ہے۔ بہت سے ممالک مشکل حالات سے دوچار ہیں۔



مجھے یاد ہے، ہم نے پہلے باب میس پڑھا تھا: کون کتنا اختیار رکھتا ہے اس کو آئین طے کرے گا۔

UP gets Rs 19,000 cr, Yadav says satisfied

ENS & AGENCIES
NEW DELHI, DECEMBER 22

THE Planning Commission today approved Rs 19,000 crore to Uttar Pradesh for the year 2006-07. The state had been granted Rs 13,500 crore last year.

"The Planning Commission has given up Rs 19,000 for 2006-07. I got what I had demanded. I am fully satisfied."

Governors being used to destabilise State Governments, says Mulayam Singh

SP is the Congress' most favourite target; politics of vendetta

UP Chief Minister Mulayam Singh on Sunday criticised the UPA Government for "using Governors as tools to destabilise State governments."

"What we are witnessing is a kind of politics of principles, but not results," he said, a ally of the SP youth wing here.

The gubernatorial offices were increasingly being used to destabilise State Governments, he said. The Centre was "misusing" powers, though several government agencies, to seek "advisers against political risks."

Home Minister Shivraj Singh said that the State Governments could be "tapped" for "information" on the phone tapping issue.

On the phone tapping issue, he said the Centre was "causing" a "major political crisis."

Home Minister Shivraj Singh said that the State Governments could be "tapped" for "information" on the phone tapping issue.

'For long governors have been in rows. We too want an independent person'

While the Supreme Court judgement on the Bihar Assembly dissolution was a severe indictment of outgoing governor Biju Singh, it also brought into question the role played by the Rashtriya Janata Dal (RJD) chief.

Thereby there was no other option left for Biju Singh but to step down after the SC verdict, and thereby we welcomed his decision. But once again our stand remains that dissolution was not wrong.

COLUMN CENTIMETRES

A measure of the news judged most important by India's main newspapers

ESWAMEET 4.7

نائیجیریا میں وفاقت

اگر مختلف علاقے اور برادریاں ایک دوسرے پر اعتماد نہ کریں تو کوئی بھی وفاقی نظام اتحاد پیدا کرنے میں ناکام ہو سکتا ہے۔ نائیجیریا کی مثال سبق آموز ہے:

1914ء تک شمالی اور جنوبی نائیجیریا دو علاحدہ برطانوی کالونیاں تھیں۔ 1950ء کی ابادان آئینی کانفرنس میں نائیجیریا کے سربراہان نے ایک وفاقی آئین بنانے کا فیصلہ کیا۔ نائیجیریا کے تین اہم نسلی گروہوں۔ یروبا، ایبو اور ہوساؤانی کا مغربی، مشرقی اور جنوبی علاقوں پر کنٹرول تھا۔ دوسرے علاقوں تک اپنے اثر و رسوخ کو پھیلانے کی ان کی کوششوں کی وجہ سے خوف اور تنازعات پیدا ہوئے۔ فوجی حکومت قائم ہوئی۔ 1960ء کے آئین میں وفاقی اور علاقائی دونوں حکومتوں نے نائیجیریا کی پولس پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ 1979ء کی فوجی آئین کے تحت کسی بھی ریاست کو شہری پولس رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

حالاں کہ 1999ء میں نائیجیریا میں جمہوریت بحال ہو گئی لیکن مذہبی اختلافات اور تیل کے محصولات پر کنٹرول جیسے مسائل نائیجیریا کی وفاق کو درپیش رہے۔ مقامی لسانی برادریوں نے تیل کے محصولات کو مرکز کے ماتحت دینے کی مزاحمت کی۔ چنانچہ نائیجیریا ریاستوں کے مابین مذہبی، نسلی اور معاشی اختلافات کی مثال ہے۔

اپنی معلومات چیک کیجئے

- ◆ کسی وفاق میں مرکزی حکومت کے اختیارات کون طے کرتا ہے؟
- ◆ کسی وفاق میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان مسائل کیسے حل کئے جاتے ہیں؟

آئین ہند میں وفاقت

آزادی سے بھی پہلے ہماری قومی تحریک کے رہنما واقف تھے کہ ہمارے جیسے وسیع ملک پر حکومت کرنے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کے درمیان اختیارات کی تقسیم کر دی جائے۔

انہیں معلوم تھا کہ ہندوستانی معاشرہ میں ہمیشہ سے ہی علاقائی اور لسانی تنوع رہا ہے۔ اس تنوع کو تسلیم کرنا ضروری تھا۔ مختلف علاقوں اور زبانوں والے عوام کو اختیارات میں شریک ہونا تھا۔ اور ہر علاقہ میں مقامی لوگ خود اپنی حکومت چلائیں یہی وہ دلیل تھی کہ ہم ایک جمہوری حکومت کے خواہاں تھے۔

ایک واحد سوال یہ تھا کہ علاقائی حکومتوں کو کس حد تک اختیارات سے فیض یاب ہونے کا موقع دیا جائے۔ تقسیم ہند سے پہلے مسلم لیگ کا مطالبہ تھا کہ مسلمانوں کو زیادہ نمائندگی دی جائے۔ اس مطالبہ کے مد نظر اس بات پر بحث کی گئی کہ علاقائی حکومتوں کو زیادہ اختیارات دئے جائیں۔ جب تقسیم ہند کا فیصلہ ہو گیا تو آئین ساز اسمبلی نے ایک ایسی حکومت بنانے کا ارادہ کیا جو مرکز اور ریاستوں کے درمیان اتحاد تعاون کے اصولوں پر قائم ہو اور جس میں ریاستوں کو علاحدہ اختیارات دئے جائیں۔ آئین ہند میں اختیار کیے گئے وفاقی نظام کا سب سے اہم پہلو وہ اصول ہے کہ مرکز اور ریاستوں کے درمیان رشتوں کی بنیاد تعاون پر ہے۔ اس طرح تنوع کو تسلیم کرتے ہوئے آئین نے اتحاد پر زور دیا۔

مثال کے طور پر کیا آپ جانتے ہیں کہ آئین ہند میں لفظ 'وفاق' کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ آئین ہند میں ہندوستان کے بارے میں یہ باتیں کہی گئی ہیں۔

دفعہ : (1) ہندوستان یعنی بھارت ریاستوں کی ایک یونین ہوگی

(2) اسی ریاستوں اور علاقوں کا تعین پہلے شیڈول میں کیا جائے گا۔



بہر حال، میل جل کر رہنے کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم سب خوش رہیں اور ایک دوسرے کو خوش رکھیں۔

اختیارات کی تقسیم



مجھے لگتا ہے کہ ریاستوں کے پاس اپنا پیسہ بہت کم ہوگا۔ وہ اپنے معاملات کیسے طے کرتے ہوں گے؟ یہ بالکل ان خاندانوں کی طرح ہے جہاں سارا پیسہ شوہر کے ہاتھ میں رہتا ہے اور عورت کو گھر کا نظام سنبھالنا ہوتا ہے۔

آئین ہند کے ذریعہ کے تخلیق کردہ حکومت کے دو جوڑے ہیں۔ ایک پورے ملک کے لیے یونین حکومت (مرکزی حکومت) اور ایک ریاست اکائی کے لیے ریاستی حکومت۔ ان دونوں کی ایک آئینی حیثیت ہے اور ان کے کام کے دائرہ کی الگ شناخت ہے اگر تنازعہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سے اختیارات یونین کے ہیں اور کون سے ریاستوں کے تو آئینی بنیادوں پر اس کا فیصلہ عدلیہ کرے گی۔ آئین نہایت وضاحت سے موضوعات کی حد بندی کرتا ہے۔ وہ موضوعات جو یونین کے اختیار میں آتے ہیں اور وہ جو ریاستوں کے اختیار میں آتے ہیں۔ (یہاں دئے گئے چارٹ کو غور سے دیکھئے جس میں دکھایا گیا ہے کہ مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم اختیارات کیسے کی گئی ہے)

اس تقسیم اختیارات کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اقتصادی اور مالی اختیارات کو آئین نے مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے۔ ریاستوں کی ذمہ داری زبردست ہے لیکن محصولات بہت کم ہیں۔

اپنی معلومات چیک کیجئے

- ◆ آپ کے خیال میں کیا بقیہ اختیارات کا علاحدہ سے ذکر ضروری ہے؟ کیوں؟
- ◆ تقسیم اختیارات سے متعلق ریاستیں مطمئن کیوں نہیں ہیں؟



وفاقت: ایک مضبوط مرکزی حکومت کے ساتھ

یہ بات عام طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ آئین ہند نے ایک مضبوط مرکزی حکومت کی تخلیق کی ہے یہ ملک براعظمی خطوں والا بے پناہ تنوع اور معاشرتی مسائل کا ملک ہے۔ ہمارے آئین سازوں کو یقین تھا کہ ہمیں ایک وفاقی آئین کی ضرورت ہے جو تنوع کو برقرار رکھ سکے۔ وہ چاہتے تھے کہ عدم اتحاد کو ختم کر دینے اور معاشرتی و سیاسی تبدیلیاں لانے کے لیے، ایک مضبوط مرکز تخلیق کرنا ضروری ہے۔ مرکز کے پاس اس قسم کے اختیارات کا ہونا ضروری سمجھا گیا کیوں کہ آزادی کے وقت ہندوستان نہ صرف برطانوی تقسیم کردہ ریاستوں میں بٹا ہوا تھا بلکہ 500 سے زیادہ نوابی ریاستیں موجود تھیں جن کو موجودہ ریاستوں یا نو تشکیل ریاستوں میں ہم آہنگ کرنا تھا۔

ایوان میں اپنے محترم دوستوں کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ پورے آئین میں مرکز کی طرف رجحان رہا ہے۔۔۔ اب جو حالات ہو گئے ہیں اور ریاستیں بن گئی ہیں ان کی وجہ سے خواہ وفاقی یا وحدانی، پولیس مملکت سے فلاحی مملکتیں اور یہ کہ ملک کی اقتصادی بہتری کی ذمہ داری آخر کار مرکز کی زبردست ذمہ داری بن چکی ہے۔



ٹی۔ ٹی۔ کرشنا ماچاری

CAD, VOL. 7, P.234

آئیے، ان دفعات پر نظر ڈالیں جو ایک مضبوط مرکزی حکومت کی تخلیق کرتے ہیں:

بشمول علاقائی اتحاد کے کسی ریاست کا وجود ہی مرکزی حکومت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ کو اختیار ہے کہ وہ کسی ریاست سے کچھ علاقے علاحدہ کر کے ایک نئی ریاست کی تشکیل کر دے یا دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کو ملا کر ایک نئی ریاست بنا دے۔ وہ کسی ریاست کی سرحدیں یا نام بدل سکتی ہے۔ آئین کے مطابق متعلقہ ریاستی مجلس قانون ساز سے احتیاطاً رائے بھی حاصل کر سکتی ہے۔

ہندوستانی آئین اور کام

◆ آئین میں بہت بااختیار ایمر جنسی دفعات بھی ہیں جو وفاقی مملکت کو ایک انتہائی مضبوط مرکزی حکومت میں تبدیل کر سکتی ہیں۔ اگر ہنگامی حالات / ایمر جنسی کا اعلان ہو جائے تو اس دوران مرکزی حکومت کو مکمل اقتدار و اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ آئین کا وفاقی کردار معطل ہو جاتا ہے۔ ریاستوں کے دائرہ اختیار میں آنے والے موضوعات پر قانون بنانے کا مکمل اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہو جاتا ہے۔

◆ عام حالات میں، مرکزی حکومت کے پاس بہت موثر مالی اختیارات اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ موضوعات جن کے تحت محصولات حاصل ہوتے ہیں مرکزی حکومت کے کنٹرول میں رہتے ہیں۔ لہذا مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں بہت سے محصولات ہونے کی وجہ سے عطیات اور مالی امداد کے لیے ریاستیں مرکز پر منحصر ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آزادی کے بعد ہندوستان نے تیز رفتار اقتصادی ترقی اور نشوونما کے لیے منصوبہ بندی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ منصوبہ بندی نے اقتصادی فیصلہ سازی میں مرکزیت کو بڑھا دیا ہے۔ مرکزی حکومت کے ذریعہ مقررہ کردہ منصوبہ بندی کمیشن (پلاننگ کمیشن) نے ایک تال میل کی صورت اختیار کر لی ہے جو ریاستوں کے وسائل کے انتظام پر کنٹرول رکھتی ہے اور اس کی نگرانی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، ریاستوں کو عطیات اور قرض دینے کے لئے مرکزی حکومت اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتی ہے۔ اقتصادی وسائل کی اس تقسیم کو غیر متوازن سمجھا جاتا ہے اور جن ریاستوں میں حزب اختلاف کی حکومت ہوتی ہے وہ اپنے ساتھ ہونے والے امتیازات کی شکایت کرتی ہیں۔

جیسا کہ آپ بعد میں مطالعہ کریں گے گورنر کو ریاستی حکومت کو معطل کرنے اور ریاستی مجلس قانون ساز کو تحلیل کرنے کے بعض اختیارات حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ، مخصوص حالات میں بھی ریاستی مجلس قانون ساز کے ذریعہ منظور کردہ کسی بھی بل کو محفوظ رکھنے کا اختیار حاصل ہے، جس کو صدر جمہوریہ کی منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ یہ عمل مرکزی حکومت کو موقع دیتا ہے کہ وہ ریاستی قانون سازی میں تاخیر کر دے اور ایسے مسودوں یا بلوں کی جانچ کر سکے اور ان کو پوری طرح سے ویٹو کر سکے۔



اب میں سمجھ گیا کہ آئین کے معنی دوسروں سے اخذ کرنا نہیں ہے اس نے ہماری ضرورتوں کے مطابق، وفاقی کا نقشہ تیار کیا ہے۔

◆ ایسے مواقع بھی ہو سکتے ہیں جب حالات کا یہ تقاضہ ہو کہ مرکزی حکومت ریاستی فہرست میں شامل کسی موضوع پر قانون بنائے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب راجیہ سبھا اس کی تصدیق کر دے۔ آئین وضاحت کرتا ہے کہ مرکز کے عاملانہ اختیارات ریاستوں کے عاملانہ اختیارات سے بالاتر ہیں۔ مزید یہ کہ مرکزی حکومت ریاستی حکومت کو ہدایت دینے کا فیصلہ لے سکتی ہے۔



مجھے لگتا ہے کہ مرکزی حکومت، تمام اختیارات کی مالک ہے۔ کیا ریاستیں اس کے خلاف شکایت نہیں کرتیں؟

دفعہ 257(1) ”ہر ریاست کے عاملانہ اختیار کا استعمال اس طرح کیا جائے گا کہ اس سے یونین کے عاملانہ اختیار کے استعمال میں رکاوٹ نہ ہو یا اس کو ضرب نہ پہنچے اور یونین کے عاملانہ اختیار کی وسعت ریاست کو ایسی ہدایتیں دینے تک ہوگی جو ہندوستان کی حکومت کو اس غرض سے ضروری معلوم ہوں۔“



درج ذیل میں اس دفعہ کی وضاحت ملاحظہ کیجئے:-

◆ آپ عاملہ سے متعلق باب میں پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ ہمارا ایک مربوط انتظامی ڈھانچہ ہے۔ ہندوستان کے پورے علاقہ میں آل انڈیا سروسز عام ہیں۔ اور ان سروسز یا خدمات کے لئے جو عہدیدار منتخب کئے جاتے ہیں وہ ریاستوں کے انتظام میں بھی اپنی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس طرح، ایک آئی۔ اے۔ ایس عہدیدار جو کلکٹر بن جاتا ہے یا ایک آئی۔ پی۔ ایس عہدیدار جو کمشنر آف پولیس بن جاتا ہے، وہ مرکزی حکومت کے کنٹرول میں رہتا ہے۔ ریاستیں ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتیں اور نہ ہی ان کو سروس سے برخاست کر سکتی ہیں۔

ہندوستانی آئین اور کام

◆ دو مزید دفعات کے ذریعے مرکزی حکومت کے اختیارات کو مضبوط بنایا گیا ہے، جن سے مارشل لاء نافذ ہونے کی شکل میں مدد ملتی ہے۔ دفعہ 33 اور 34 جو پارلیمنٹ کو مرکزی حکومت کے تحت ایسے عہدیدار کو تحفظ دیتی ہیں جس نے امن وامان برقرار رکھنے کے لیے مرکزی ریاست میں کوئی اقدام کیا ہو۔ اسی نے آرٹڈ فورس اسپیشل پاور ایکٹ (Armed Force Special Power Act) کے لیے راہ ہموار کی۔ بعض موقعوں پر اس قانون کی وجہ سے عوام اور فوجی دستوں کے درمیان تناؤ بڑھا ہے۔

اپنی معلومات چیک کیجئے

- ◆ ہمارا آئین وحدانی طرز حکومت کی جانب رجحان رکھتا ہے اس دعوے کے حق میں کم از کم دو دلیلیں دیجئے۔
- ◆ آپ کا کیا خیال ہے کہ
- ✓ ایک مضبوط مرکز ریاستوں کو کمزور بناتا ہے۔
- ✓ مضبوط ریاستیں مرکز کو کمزور بنا دیں گی۔

ہندوستان کے وفاقی نظام میں تنازعات

گذشتہ حصہ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ آئین نے مرکز کو بہت مضبوط اختیارات عطا کئے ہیں۔ اگرچہ آئین علاقوں کی علاحدہ شناخت کو تسلیم کرتا ہے لیکن مرکز کو زیادہ اختیارات دیتا ہے۔ جب ریاست کی اپنی شناخت کے اصول کو تسلیم کر لیا گیا تو یہ قدرتی سمجھا جاتا ہے کہ ریاستیں پورے ملک کی مجموعی حکومت میں زیادہ اہم کردار اور اختیارات کی امید رکھیں گی۔ اسی وجہ سے ریاستیں مختلف مطالبات کرتی رہی ہیں۔ وقتاً فوقتاً ریاستوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان کو زیادہ اختیارات اور خود مختاری ملنی چاہئے۔ اسی وجہ سے مرکز اور ریاستوں کے باہمی رشتوں میں تناؤ اور تنازعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مرکز اور ریاستوں کے مابین قانونی معاملات عدلیہ طے کرتی ہے۔ خود مختاری کے مطالبات سیاسی نوعیت کے ہوتے ہیں جن کا حل باہمی بات چیت سے ہی ہو سکتا ہے۔

مرکز - ریاستی تعلقات

آئین تو صرف ایک چوکھٹا یا سانچہ ہے۔ اس کو گوشت و خون یا زندگی دینے کا کام حقیقی سیاسی عمل کا ہے۔ لہذا ہندوستان میں بدلتے ہوئے سیاسی عمل نے وفاقت پر بہت اثر ڈالا ہے۔ 1950 کی دہائی اور 1960 کے اوائل میں، وفاقت کی بنیاد جو اہل عمل نہرو کی سرپرستی میں رکھی گئی۔ یہ وہ دور تھا جب مرکز اور ریاستوں دونوں میں کانگریس کا غلبہ تھا۔ اس دوران سوائے نئی ریاستوں کی تشکیل کے مرکز اور ریاستوں کے مابین تعلقات معمول کے مطابق تھے۔ ریاستوں کو توقع تھی کہ وہ مرکز سے حاصل ہونے والی امداد کی بنا پر ترقی کریں گی اور اس کے علاوہ مرکز کے ذریعہ تیار کردہ معاشرتی و اقتصادی ترقی کی حکمت عملیوں نے کافی توقعات پیدا کر دی تھیں۔



یہ بہت دل چسپ ہے لہذا، قانون اور آئین ہی سب کچھ طے نہیں کرتے۔ بالآخر، حقیقی سیاست ہی ہماری حکومت کی نوعیت کا فیصلہ کرتی ہے۔

1960 کی دہائی میں کانگریس کا غلبہ کم ہونے لگا اور بہت سی ریاستوں میں مخالف جماعتوں نے حکومت بنائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاستوں نے زیادہ اختیارات اور خود مختاری کے مطالبات پیش کیے۔ درحقیقت یہ صورت حال اس بات کی غماز تھی کہ مرکز اور ریاستوں میں مختلف جماعتیں اقتدار میں تھیں۔ لہذا انہوں نے مرکز میں موجود کانگریسی حکومت کے ذریعہ ریاستی حکومتوں کے معاملات میں غیر ضروری دخل اندازی محسوس کی۔ کانگریس بھی اس خیال سے مطمئن نہیں تھی کہ جن ریاستوں میں حزب اختلاف اقتدار میں ہیں ان سے کیسے پنٹا جائے۔ اس مخصوص سیاسی پس منظر نے وفاقی نظام میں خود مختاری کے نظریہ پر بحث کو جنم دیا۔

آخر کار 1990 کی دہائی میں کانگریس کا غلبہ کافی کم ہو گیا اور ہم خاص طور سے مرکز میں ایک مخلوط حکومت کے دور میں داخل ہو گئے۔ ریاستوں میں بھی مختلف جماعتیں، قومی و علاقائی دونوں ہی، اقتدار میں آئی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں، ریاستوں کی آوازاں سنائی دے رہی ہیں۔ تنوع پسندی کے تئیں احترام اور ایک زیادہ پختہ وفاقت کی شروعات ہوئی ہے۔ گویا یہ دوسرا مرحلہ شروع ہوا ہے جس میں سیاسی طور پر خود مختاری کا مسئلہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔

خود مختاری کا مطالبہ

بہت سی ریاستیں، یہاں تک کہ بہت سی سیاسی جماعتیں، وقتاً فوقتاً مطالبہ کرتی رہی ہیں کہ ریاستوں کو مرکز کے شانہ بشانہ زیادہ خود مختاری حاصل ہونی چاہئے۔ لیکن خود مختاری کے معنی مختلف ریاستوں اور جماعتوں کے لیے علاحدہ علاحدہ ہیں۔



بعض اوقات ان مطالبات سے توقع کی جاتی ہے کہ اختیارات کی تقسیم کو ریاستوں کی حمایت میں تبدیل کر دیا جائے اور زیادہ اختیارات کے ساتھ ساتھ اہم اختیارات بھی ریاستوں کو تفویض ہوں۔ بہت سی ریاستوں (تامل ناڈو، پنجاب، مغربی بنگال) اور بہت سی سیاسی جماعتوں (ڈی۔ ایم کے، اکالی دل، سی۔ پی۔ آئی۔ ایم) نے وقتاً فوقتاً زیادہ خود مختاری کے مطالبات کیے ہیں۔

ہاں، مجھے معلوم ہے کہ ہندی ہندوستان کی سرکاری زبان ہے لیکن ملک کے مختلف خطوں میں رہنے والے میرے بہت سارے دوست ہندی نہیں جانتے ہیں۔

ایک کارٹون پڑھیے



آئین ساز اسمبلی میں قومی زبان کے مدد سے پرجٹ کے دوران نہرو کو ہندی بولی جانے والی ریاستوں کے نمائندوں سے دوسروں کے تئیں نرم رویہ اختیار کرنے کی درخواست کرنی پڑی۔

ڈونٹ اسپینر می شنکر، صفحہ 24، 18 ستمبر 1949

◆ ایک دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ ریاستوں کے محصولات کے وسائل آزاد ہونے چاہئیں جن پر خود ان کا کنٹرول ہو۔ اس کو مالی اختیار بھی کہتے ہیں۔ 1977 میں مغربی بنگال میں بائیس بازو کی حکومت ایک ایسی دستاویز لے کر آئی جس میں مرکز۔ ریاستی تعلقات کے ڈھانچے کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا گیا۔ تامل ناڈو اور پنجاب کے خود مختاری کے مطالبات میں ہی زیادہ مالی اختیارات کے خیال کو واضح حمایت حاصل ہوئی۔

خود مختاری کے مطالبہ کا تیسرا پہلو ریاستوں کے مالی اختیارات سے متعلق ہے۔ انتظامی مشینری

پر مرکزی حکومت کے کنٹرول پر ریاستوں کو سخت اعتراض ہے۔

◆ چوتھی بات یہ کہ خود مختاری کے مطالبات کا تعلق تہذیبی اور لسانی مسائل سے بھی ہو سکتا ہے۔ ہندی کے غلبہ کی مخالفت (تامل ناڈو میں) یا پنجابی زبان و ثقافت کی نشوونما کے

مطالبات اس کی مثالیں ہیں۔ بعض ریاستیں محسوس کرتی ہیں کہ دوسری زبانوں کے مقابلہ میں ہندی کا تمام ریاستوں پر غلبہ ہے۔ حقیقت میں 1960 کی دہائی میں ہندی کو زبردستی نافذ کرنے پر کئی ریاستوں میں احتجاج ہوئے۔

ایک کارٹون پڑھیے



جب نہرو گورنروں کی تقرری کر رہے تھے اس وقت بعض عہدہ وزارت سے مستعفی ہونے کے لیے تیار نہیں تھے۔

ڈونٹ اسپیرمی سنسکر، صفحہ 27، 89 اپریل 1952

گورنر کارول اور صدارتی راج

ہمیشہ سے ہی مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مابین گورنروں کا رول ایک متنازع مسئلہ رہا ہے۔ گورنر ایک منجھہ عہدیدار نہیں ہوتا۔ بہت سے گورنر۔ ریٹائرڈ فوجی افسر، سول سرونٹ یا سیاست داں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنر کا تقرر مرکزی حکومت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لہذا اکثر گورنر کے اقدامات کو ریاستی انتظام میں مرکز کی دخل اندازی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب مرکز اور ریاست میں مخالف جماعتیں اقتدار میں ہوتی ہیں تو گورنر کا رول مزید متنازع ہو جاتا ہے۔ سرکاریہ کمیشن کا تقرر مرکزی حکومت نے مرکز اور ریاستوں کے تعلقات کا جائزہ لینے کے لیے کیا تھا۔ (اس نے اپنی رپورٹ 1983 میں پیش کی)۔ اس کمیشن نے حکومت کو تجویز کیا کہ گورنر کا تقرر قطعی غیر جانبدارانہ ہونا چاہئے۔ گورنر کا رول اور اس کے اختیارات کے متنازع ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ آئین کی سب سے متنازع دفعات میں سے ایک دفعہ 356 ہے جس کے ذریعہ کسی بھی ریاست میں

صدر راج نافذ کیا جاسکتا ہے۔ یہ دفعہ اسی وقت نافذ کی جاتی ہے جب ریاستی حکومت آئینی دفعات کے مطابق نہیں چلائی جاسکتی۔ اس کے نتیجے میں ریاستی حکومت کو مرکزی حکومت سنبھال لیتی ہے۔ صدر کے اعلان کی تصدیق پارلیمنٹ سے ہونا ضروری ہے۔ گورنر کو اختیار ہے کہ وہ ریاستی حکومت کو برخاست کرنے یا معطل کرنے یا اسمبلی کو تحلیل کرنے کی تجویز پیش کر دے۔ اس کی وجہ سے بہت سے تنازعات اٹھ کھڑے ہوئے۔ بعض معاملات میں ریاستی حکومتوں کو ایسے حالات میں برخاست کر دیا گیا جب ان کو اسمبلی میں اکثریت کی حمایت حاصل تھی جیسا کہ 1959 میں کیرالا میں ہوا یا ان کی جانچ پرکھ کیے بغیر، جیسے 1967 کے بعد کئی ریاستوں میں ہوا۔ کچھ

ہندوستانی آئین اور کام

معاملات تو سپریم کورٹ تک پہنچے اور کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ صدر راج نافذ کرنے کے فیصلہ کی آئینی معقولیت کو عدلیہ کے ذریعہ جانچا جاسکتا ہے۔

ایک کارٹون پڑھیے



یہ تو بین آئین جھوٹ ہے کہ ہم غیر کانگریسی حکومتوں کو معزول کرتے ہیں۔ ہم اپنی ہی حکومتوں کو معزول کرتے ہیں۔

ریاستوں کو معزول کر دینا۔ ہر شخص یہ کھیل کھیلتا چاہتا ہے۔

1967 تک دفعہ 356 کا استعمال کم ہی کیا گیا۔ 1967 کے بعد بہت سی ریاستوں میں غیر کانگریسی حکومتیں قائم ہوئیں جب کہ مرکز میں کانگریس کی حکومت تھی۔ مرکز نے اس دفعہ کا استعمال ریاستی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے روکنے کے لیے کیا۔ مثال کے طور پر مرکزی حکومت نے 1980 کی دہائی میں، آندھرا پردیش اور جموں و کشمیر میں نمائندہ حکومتوں کو معزول کر دیا۔

نئی ریاستوں کے لیے مطالبات

ہمارے وفاقی نظام میں تناؤ کا دوسرا پہلو ہے نئی ریاستوں کی تشکیل کے لیے مطالبات۔ قومی

تحریک نے نہ صرف ہندوستانی قومی اتحاد پیدا کیا بلکہ اس نے ایک مشترکہ زبان، خطہ اور کلچر کے ارد گرد تانا بانا بھی تیار کیا۔ ہماری قومی تحریک ایک جمہوری تحریک تھی۔ چنانچہ تحریک کے دوران ہی یہ طے ہو گیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ریاستوں کی تشکیل عام ثقافتی اور لسانی شناخت کی بنا پر کی جائے گی۔

ایک کارٹون پڑھیے



نئی ریاستوں کی تشکیل کے لیے مطالبات کا سیلاب!

اس کے قطعی نتیجے کے طور پر آزادی کے بعد لسانی ریاستوں کا مطالبہ پورا ہوا۔ 1954 میں ”ریاستوں کی تشکیل نو کمیشن“ قائم کیا گیا۔ اور اس نے کم از کم اہم لسانی گروہوں کے لیے نئی ریاستوں کی تجویز رکھی۔ یہاں سے لسانی ریاستوں کی تشکیل کا سلسلہ شروع ہوا جو آج بھی جاری ہے۔ 1960 میں گجرات اور مہاراشٹر ریاستیں بنائی گئیں۔ 1966 میں پنجاب اور ہریانہ کو علاحدہ کیا گیا۔ بعد میں شمال مشرقی علاقہ کی تشکیل نو ہوئی اور کئی نئی ریاستیں بنائی گئیں جیسے منی پور، تری پورہ، میگھالیہ، میزورم اور اروناچل پردیش۔

سرگرمی



ہندوستان کی ریاستوں کی فہرست تیار کیجئے اور سن تلاش کیجئے، کس سال میں کون سی ریاست بنائی گئی۔

1990 کی دہائی میں کچھ بڑی ریاستوں کو، الگ ریاستوں کے مطالبوں اور بہتر انتظامی کارکردگی کے مقصد سے تقسیم کر دیا گیا۔ جیسے بہار، اتر پردیش، مدھیہ پردیش کو مزید تین ریاستوں میں تقسیم کیا گیا وہ ہیں بالترتیب جھارکھنڈ، اتر اچل اور چھتیس گڑھ علاقے۔ لسانی گروہ اب بھی علاحدہ ریاست کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں جیسے مہاراشٹر میں دربھا۔



گویا وفاقت صرف تنازعات سے متعلق ہے۔ پہلے ہم نے مرکز اور ریاستوں کی باہمی کشیدگی کے بارے میں پڑھا اور اب ریاستوں کے درمیان۔ کیا ہم ایک دوسرے کے ساتھ امن سے نہیں رہ سکتے؟

ریاستوں کے مابین تنازعات

ایک طرف ریاستیں مرکز کے ساتھ خود مختاری یا محصولات میں حصہ داری جیسے مسائل پر جھگڑتی رہتی ہیں وہیں ایسی بھی بہت سی مثالیں ہیں جہاں دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے مابین جھگڑے ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ قانونی نوعیت کے جھگڑوں پر عدلیہ فیصلے کرتی ہے لیکن درحقیقت یہ مسئلے قانونی نوعیت کے نہیں ہوتے۔ ان میں سیاسی عوامل کا فرما ہوتے ہیں لہذا ان کو صرف باہمی گفت و شنید اور آپسی سوجھ بوجھ سے ہی سلجھایا جاسکتا ہے۔

ہندوستانی آئین اور کام

بڑے پیمانے پر، دو قسم کے تنازعات چلتے رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک ہے سرحدی تنازعہ۔ بہت سی ریاستیں، دوسری ریاستوں کے علاقوں پر اپنا دعویٰ کرتی ہیں۔ اگرچہ ریاستوں کی سرحدوں کا تعین زبان کی بنا پر ہوتا ہے لیکن اکثر سرحدی علاقوں میں بیک وقت کئی زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ لہذا محض لسانی اکثریت کی بنا پر ایسے تنازعات سلجھانا آسان نہیں ہوتا۔ طویل عرصہ سے جارہی سرحدی تنازعوں میں سے ایک تنازعہ مہاراشٹر اور کرناٹک کے درمیان بلگام شہر سے متعلق ہے۔ منی پور اور ناگالینڈ کے درمیان بھی طویل عرصہ سے سرحدی تنازعہ چل رہا ہے۔ سابقہ ریاست پنجاب سے ہریانہ کا حصہ الگ کئے جانے پر دونوں ریاستوں کے درمیان تنازعات پیدا ہو گئے اور شہر چنڈی گڑھ پر بھی، جسے راجدھانی بنایا گیا۔ آج یہ شہر دونوں ریاستوں کی راجدھانی ہے۔ اُس وقت کے وزیر اعظم اور پنجاب کے سربراہان کے درمیان 1985 میں معاہدہ ہوا تھا جس کے مطابق چنڈی گڑھ کو پنجاب کو سونپا جانا تھا لیکن ایسا ابھی تک نہیں ہو سکا۔

اگرچہ سرحدی تنازعات کا تعلق جذبات سے زیادہ ہے دریاؤں کے پانی سے متعلق جھگڑے بھی کافی سنجیدگی اختیار کر چکے ہیں کیوں کہ ان کا تعلق ریاستوں میں پینے کے اور زراعت کے پانی سے ہے۔ آپ نے کاویری آبی تنازعہ کے بارے میں سنا ہوگا۔ یہ تامل ناڈو اور کرناٹک کے درمیان ایک اہم مسئلہ ہے۔ دونوں ریاستوں کے کاشت کار کاویری کے پانی پر انحصار کرتے ہیں۔ حالانکہ آبی تنازعات حل کرنے کے لیے ایک آبی عدالت (Water Tribunal) موجود ہے۔ پھر بھی یہ معاملہ سپریم کورٹ میں پہنچ گیا ہے۔ ایسے ہی ایک دوسرے تنازعہ کی وجہ سے گجرات مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر، نرمادریا کے پانی کی تقسیم کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ نہر ڈالنا ہیں۔ دریا ایک اہم وسیلہ ہوتا ہے لہذا دریاؤں کے پانی پر تنازعات، ریاستوں کے باہمی تعاون اور تحمل کا امتحان لیتے ہیں۔



ہاں، گورنروں، زبانوں، سرحدوں اور پانی پر تنازعات ہیں، پھر بھی ہم ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔

سرگرمی



کم از کم ایک دریائی تنازعہ پر معلومات جمع کیجئے جس میں دو یا دو سے زیادہ ریاستیں ملوث ہوں۔

اپنی معلومات چیک کیجئے

- ◆ ریاستیں زیادہ خود مختاری کیوں چاہتی ہیں؟
- ◆ خود مختاری اور علاقہ دگی میں کیا فرق ہے؟

مخصوص دفعات

ہندوستان میں جو وفاقی نظام تخلیق کیا گیا ہے اس کا غیر معمولی پہلو یہ ہے کہ مختلف ریاستوں کے ساتھ مختلف سلوک روا رکھا گیا ہے۔ مجلس قانون ساز کے باب میں ہم پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ ہر ریاست کا سائز اور آبادی مختلف ہونے کی وجہ سے راجیہ سبھا میں غیر متناسب نمائندگی دی گئی ہے۔ اگرچہ ہر چھوٹی ریاست کی کم سے کم نمائندگی کو بھی یقینی بنایا گیا ہے۔ یہ نظام بھی اس بات کی یقین دہائی کرتا ہے کہ بڑی ریاستوں کو زیادہ نمائندگی حاصل ہو۔

تقسیم اختیارات کے سلسلہ میں بھی آئین نے ایسی تقسیم پیش کی ہے جو تمام ریاستوں کے لیے عام نوعیت کی ہے۔ پھر بھی آئین میں کچھ مخصوص دفعات بعض ریاستوں کے لیے شامل کی گئی ہیں اور ان کے مخصوص معاشرتی اور تاریخی حالات کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ ان میں سے زیادہ تر دفعات کا تعلق شمال مشرقی ریاستوں (آسام، ناگالینڈ، اروناچل پردیش، میزورم وغیرہ) سے ہے، جہاں پرانی قبائلی آبادی ہے اور جن کی ایک مخصوص تاریخ و تہذیب ہے جسے وہ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان دفعات کی وجہ سے علاقہ دگی کے نظریہ کو تقویت نہیں حاصل ہوئی اور نہ ہی ان علاقوں میں شورش ہوئی ہے۔ ان مخصوص دفعات کا تعلق پہاڑی ریاستوں سے بھی ہے جیسے ہماچل پردیش، آندھرا پردیش، گوا، گجرات، مہاراشٹر اور سکم اور تلنگانہ۔

جموں و کشمیر

ایک اور ریاست جس کا ایک مخصوص رتبہ ہے وہ جموں و کشمیر (J&K) ہے (دفعہ 370)۔



اب میں نے سمجھا کہ پہلے باب میں ”دانش مندانہ اور متوازن ڈیزائن“ کا کیا مطلب ہے۔

ہندوستانی آئین اور کام

جموں و کشمیر ریاست کی حیثیت ایک رجواڑے کی تھی جس کو لے کر آزادی کے فوراً بعد ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جنگ بھی ہوئی۔ ایسے حالات میں کشمیر کے مہاراجہ نے اپنی ریاست کا الحاق ہندوستان سے کیا۔

زیادہ تر مسلم اکثریتی علاقے پاکستان میں شامل ہو گئے تھے لیکن جموں و کشمیر اس سے جدا تھا۔ ان مخصوص حالات میں آئین نے اس ریاست کو زیادہ خود مختاری دی۔ دفعہ 370 کے مطابق یونین یا مرکزی فہرست اور مشترکہ فہرست میں شامل کسی بھی موضوع پر جس کا تعلق ریاست سے ہو مرکزی حکومت کوئی قانون بناتی ہے تو ریاست سے اس کی رائے ضرور معلوم کرنا ہوگی۔ جہاں تک دوسری ریاستوں کا تعلق ہے اختیارات کی تقسیم خود بخود نافذ ہوگی۔ لیکن دوسری ریاستوں سے جدا جموں و کشمیر کے معاملہ میں مرکزی حکومت کے پاس محدود اختیارات ہیں۔ مرکزی اور مشترکہ فہرست میں شامل اختیارات کا استعمال ریاستی حکومت کے مشورہ سے کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے جموں و کشمیر کو زیادہ خود مختاری دی گئی ہے۔

لیکن عملی طور پر جموں و کشمیر کی خود مختاری دفعہ 370 کی زبان میں مجوزہ خود مختاری سے کم ہے۔ ایک آئینی دفعہ صدر جمہوریہ کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ ریاستی حکومت کے مشورہ سے یہ طے کرے کہ یونین فہرست کے کون سے حصہ کا ریاست جموں و کشمیر پر اطلاق ہوگا۔ نتیجہ میں، جموں و کشمیر کا ایک علاحدہ آئین اور جھنڈا ہے اور یونین فہرست میں شامل موضوعات پر بنائے گئے پارلیمانی قانون بھی پوری طرح سے قابل قبول ہیں۔

جموں و کشمیر اور دوسری ریاستوں کے درمیان بہت سے امتیازات ہیں جیسے ریاست کی منظوری کے بغیر اندرونی حالات کی وجہ سے جموں و کشمیر میں ہنگامی حالات (ایمر جنسی) کا اعلان نہیں ہو سکتا، یونین حکومت کو ریاست میں مالی ہنگامی حالات نافذ کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ مملکت کی حکمت عملی کے رہنما اصول جموں و کشمیر پر نافذ نہیں ہوتے۔ آخری بات یہ کہ آئین ہند میں ترمیم (دفعہ 368 کے تحت) جموں و کشمیر حکومت کے مشورے سے ہی ہو سکتی ہے۔

بہت سے لوگوں کا یقین ہے کہ وفاق کے تمام حصوں یا اکائیوں کے درمیان مساوی اور باضابطہ تقسیم اختیارات ہی کافی ہے لہذا ایسی مخصوص دفعات کی مخالفت یقینی ہے۔ یہ بھی خوف ہے کہ اس طرح کی مخصوص دفعات ان علاقوں میں علاحدگی کے جذبہ کو فروغ دے سکتی ہیں۔ چنانچہ ان دفعات سے متعلق اختلاف پائے جاتے ہیں۔

اختتام

وفاقت ایک قوس قزح کی مانند ہے جہاں ہر رنگ جدا ہے لیکن ہم آہنگی کا ایک نمونہ ہے۔ وفاقت کو ہمیشہ ہی مرکز اور ریاستوں کے درمیان ایک مشکل توازن برقرار قائم رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک وفاقی سیاسی نظام کو بہتر طور پر چلانے کی ضمانت کوئی بھی قانون یا دستوری ادارہ نہیں دے سکتا بلآخر عوام اور سیاسی عوامل کو چاہیے کہ وہ باہمی اعتماد، تحمل اور امداد باہمی کے جذبات جیسی اقدار اور اخلاقی بنیاد پر ایک کلچر کی تخلیق کریں۔

وفاقت، وحدت و کثرت دونوں کا جشن مناتی ہے۔ اختلافات کو دور کر کے قومی اتحاد کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ ایسی جبری وحدت مزید معاشرتی چیقلش اور علیحدگی پسندی کو پیدا کرتی ہے جو آخر کار اتحاد کو تباہ کر دیتی ہے۔ کثرت سے متعلق احساس اور خود مختاری کے مطالبات کے تئیں بیدار مملکت ہی تعاون پر بنی وفاقت کی بنیاد ہو سکتی ہے۔

مشق

- 1- درج ذیل واقعات کی فہرست میں سے کس کو آپ وفاقت کے رد عمل سے تعبیر کریں گے؟ اور کیوں؟
- ✓ مرکز نے منگل کے دن، جی۔ این۔ ایل۔ ایف کی سربراہی میں دارجلنگ گورکھاہل کونسل کے لیے چھٹے شیڈول کے رتبہ کا اعلان کیا جو مغربی بنگال میں پہاڑی ضلع کی حکومت کو زیادہ خود مختاری دے گا۔ مرکز، مغربی بنگال اور سبھاش گھیسنگ کی سربراہی میں گورکھا نیشنل لبریشن فرنٹ کے درمیان سہ رخی معاہدہ پر، دودن کی لمبی بات چیت کے بعد، دستخط کیے گئے۔
- ✓ بارش سے متاثرہ ریاستوں کے لیے حکومت کا منصوبہ: مرکز نے بارش سے تباہ حال ریاستوں سے کہا ہے کہ وہ ایک تفصیلی منصوبہ پیش کریں تاکہ مزید راجتی امداد کے لیے ان کے مطالبات کے جواب میں تعمیر نو کی جاسکے۔

ہندوستانی آئین اور کام

✓ دہلی کے نئے کمشنر: راجدھانی کو ایک نیا میونسپل کمشنر مل رہا ہے۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے موجودہ ایم۔ سی۔ ڈی کمشنر راکیش مہتا نے کہا کہ ان کو ٹرانسفر کا حکم نامہ مل گیا ہے اور جلد ہی ان کی جگہ آئی۔ اے۔ ایس۔ آفیسر اشوک مکار عہدہ سنبھال لیں گے جو فی الحال ارونا چل پردیش میں چیف سیکریٹری کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مہتا، 1975 کے درجہ کے آئی۔ اے۔ ایس ہیں اور تقریباً تین سال چھ ماہ سے، ایم۔ سی۔ ڈی کا چارج سنبھالے ہوئے ہیں۔

✓ منی پور یونیورسٹی کے لیے مرکزی درجہ: بدھ کو راجیہ سبھانے ایک بل کو منظور دے دی جس کے تحت منی پور یونیورسٹی کو مرکزی یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کے ساتھ کہ اس قسم کے ادارے شمالی مشرقی ریاستوں۔ ارونا چل پردیش، تری پورہ اور سکم میں بھی قائم کیے جائیں گے۔

✓ فنڈ جاری کیے گئے: دیہی پانی سپلائی اسکیم کے تحت مرکز نے ارونا چل پردیش کو 5.53 لاکھ روپیہ کی رقم جاری کی ہے۔ کل رقم 466.81 لاکھ میں سے یہ پہلی قسط ہے۔

✓ ہم بہاریوں کو سکھائیں گے کہ بمبئی میں کس طرح رہیں: تقریباً 100 شیوسینک کارکن بے۔ بے ہسپتال میں زبردستی داخل ہو گئے، روزمرہ کے کام کاج کو درہم برہم کیا، نعرے لگائے اور حالات کو اپنے قبضہ میں لینے کی دھمکی دی جبکہ غیر مہاراشٹر طلباء کے خلاف قدم نہیں اٹھایا گیا۔

✓ حکومت کی برخاستگی کا مطالبہ: حال ہی میں گورنر کو دیے گئے ایک یادداشت میں کانگریس قانون ساز پارٹی (CLP) نے ناگالینڈ کی موجودہ حکومت ڈیموکریٹک الائنس کو برخاست کرنے کا مطالبہ کیا ہے کیوں کہ اس نے عوام کے پیسے میں خرد برد کی اور اس کا غلط استعمال کیا۔

✓ این۔ ڈی۔ اے حکومت نے نکلسیوں کو ہتھیار ڈالنے کے لیے کہا: مخالف جماعتوں آر۔ بے۔ ڈی اور اس کی حمایتی جماعتوں کانگریس اور سی پی آئی ایم کے زبردست ہنگامہ کے دوران اسمبلی سے واک آؤٹ کے وقت، بہار حکومت نے نکلسیوں سے اپیل کی کہ وہ تشدد کا راستہ چھوڑ دیں اور اپنا یہ وعدہ دوہرایا کہ بہار میں ایک نیا دور شروع کرنے کے لیے بے روزگاری کو جڑوں سے اکھاڑ پھینک دیا جائے گا۔

2- سوچے کہ درج ذیل بیانات میں سے کون سا صحیح ہے اور کیوں؟
✓ مختلف علاقوں کے باشندوں کے درمیان بغیر ایک دوسرے کی ثقافت کو تھوپے جانے کے خوف کے، باہمی

- 5- کسی مملکت کی تشکیل کی درج ذیل میں سے کون سی بنیاد ہونی چاہئے؟ کیوں؟
- (ا) مشترکہ زبان
(ب) مشترکہ اقتصادی مفادات
(ج) مشترکہ مذہب
(د) انتظامی سہولیات۔
- 6- شمالی ہند کی ریاستوں یعنی راجستھان، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، بہار میں ہندی زبان بولی جاتی ہے۔ اگر ان ریاستوں کو باہم ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے تو کیا یہ وفاقت کے تصور سے مطابق ہوگا؟ دلیل دیجئے۔
- 7- آئین ہند کے چار پہلوؤں کی فہرست بنائیے جو ریاستی حکومت کے مقابلہ میں مرکزی حکومت کو زیادہ اختیار دیتے ہیں۔
- 8- بہت سی ریاستیں گورنر کے رول سے ناخوش کیوں ہیں؟
- 9- اگر حکومت آئین کے مطابق نہ چل رہی ہو تو کسی ریاست میں صدر راج نافذ کیا جاسکتا ہے۔ بتائیے کہ درج ذیل حالات میں سے کون سے صدر راج نافذ کرنے کے لیے درست ہیں۔ وجوہات بھی بتائیے:
- ✓ کسی ریاستی مجلس قانون ساز کے دو ممبر جن کا تعلق بڑی مخالف جماعت سے تھا، ان کو مجرموں نے قتل کر دیا اور اب مخالف جماعت حکومت کی برطرفی کا مطالبہ کر رہی ہے۔
- ✓ تاوان وصول کرنے کے لیے بچوں کے اغوا میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خواتین کے خلاف جرائم بھی بڑھ رہے ہیں۔
- ✓ موجودہ منتخب ریاستی مجلس قانون ساز میں کسی بھی جماعت کو اکثریت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ ڈر ہے کہ دوسری جماعتوں کے بعض ممبران اسمبلی کو پیسہ کالا لٹچ دے کر اپنی طرف بلا لیا جائے گا۔
- ✓ ریاستوں اور مرکز میں مختلف جماعتیں حکومت کر رہی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی سخت مخالف ہیں۔
- ✓ فرقہ وارانہ فسادات میں 2000 سے زیادہ لوگ مارے گئے ہیں۔
- ✓ دور ریاستوں کے درمیان آبی تنازعہ میں ایک ریاست نے سپریم کورٹ کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔
- 10- زیادہ خود مختاری حاصل کرنے کے لیے ریاستوں نے کون سے مطالبات رکھے ہیں؟
- 11- کیا کچھ ریاستوں پر مخصوص دفعات کے تحت حکومت چلائی جانی چاہئے؟ کیا اس سے دوسری ریاستوں میں غصہ پیدا ہوگا؟ کیا اس سے ملک کے مختلف علاقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے میں مدد ملے گی؟